۲۵۔ حضرت شیخ محمد بن عارف بن شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وفات: ۱۷/صفر ۸۹۸ھ نزد اہل عرس مدفن: ردولی

آج کے ہمارے بزرگ ہیں حضرت شیخ محمد بن عارف بن شیخ عبدالحق ردولوی، جو حضرت شیخ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں، جن سے حضرت شاہ عبدالقدوس صاحب بیعت ہوئے تھے۔ یہ اپنے داداجان کی نسبت پر، جس طرح شیخ عبدالحق ہمہ وقت استغراق میں، چوبیس گھنٹے، سالہا سال، نماز کے وقت بھی حق، حق، کہہ کہہ کر ان کو لے جانا پڑتا تھا، تو یہی حال ان کا بھی تھا۔

اور اسی استغراق کے عالم میں ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جاؤ، جا کر شیخ عبدالقدوس کو لے آؤ۔ چونکہ میں نے بتایا تھا کہ حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب نے پینتیس برس ردولی شریف میں گزارے، پینتیس برس شاہ آباد میں۔ تو یہ وہ زمانہ تھا جب شیخ عبدالقدوس شاہ آباد میں تھے۔ تو وہاں پر آدمی بلانے کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ ان سے کہیں کہ ساتھ حضرت شیخ محمد بن عارف کے بیٹے شیخ بُدّھا، وہ بھی ان کے ساتھ تھے، ان کی تربیت میں، فرمایا کہ ان دونوں کو لے کر آؤ۔ جب یہ دونوں صاحبان یہاں پہنچے، تو حضرت نے آخری جو کلمات ہوتے ہیں وصیت نصیحت کے، وہ باتیں شروع کر دیں۔ اسی لئے ان کو بلانے کے لئے بھیجا تھا۔

حضرت شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک خواہش

حضرت شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ بہت کبار، اونچے اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ ان کو بیماری کی حالت میں کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کی کوئی خواہش، کوئی تمنّا؟ فرمایا، ہاں ایک ہے۔ تو سب متوجہ ہو گئے کہ کبھی کسی خواہش کا اظہار نہیں فرمایا اور آج فرما رہے ہیں۔ تو ہمہ تن گوش سب اکٹھے ہو گئے کہ کس چیز کی فرمائش کرتے ہیں؟ کیا تمنا ہے؟ کیا خواہش ہے؟

فرمایا کہ ایک ہی تمنا ہے اورخواہش ہے، وہ یہ کہ کاش کہ مجھے موت سے پہلے موت کی آگاہی ہو جائے، پیشگی اطلاع ہو جائے، تاکہ میں پورے طور پر اپنے طور پر تیار رہوں اور جانے کے لئے میں پورے ہوش اور حواس کے ساتھ تیار ہوں۔

بیمارِ عشق کا علاج : معشوق کا دیدار

اسی لئے اسی بیماری میں جب لایا گیا طبیب، اس نے نبض ٹٹولنی شروع کی۔ تو وہ تو عرب تھے، عربی میں انہوں نے جو کچھ فرمایا ہوگا، مگر فارسی میں اس کا ترجمہ شاعر نے کیا کہ وہ اس وقت طبیب اور ڈاکٹر کو فرما رہے تھے کہ

از سرِ بالینِ من برخیز اے ناداں طبیب، از سرِ بالینِ من برخیز اے ناداں طبیب
کہ دردمندِ عشق را داروئے جز دیدار نیست

کہ اے بے وقوف طبیب، ڈاکٹر، تو میرے سرہانے سے اٹھ جا۔ کہ جو بیمار ہو اور وہ بھی بیمارِ عشق ہو، اس کا علاج دوا کے ذریعہ نہیں ہوسکتا۔ دنیا میں اگر اس کا علاج ہے، تو ایک ہی چیز میں ہے۔ وہ یہ کہ اسے معشوق کا دیدار ہو جائے۔ مجھے اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہئے۔

اسی لئے جب انتقال ہوگیا، اور جب ان کو غسل دے کر کفن میں رکھ کر دیکھتے ہیں، تو دیکھتے ہیں کہ یہاں پیشانی پر لکھا ہوا تھا، **هذا حبيب الله مات بسيف الله،** کہ اللہ کی تلوار کا شہید ہے۔ اور جب ان کو لے کر چلے، تو جس طرح ہمارا یہ بند صندوق ہوتا ہے، اس طرح نہیں ہوتا تھا، جس طرح کھلی چارپائی ہوتی ہے، اصل جنازہ جس پر لے جاتے ہیں، وہ چارپائی یان والی، چار طرف لکڑی اور بیچ میں یان۔ تو اس کے اوپر میت کو رکھ کر لے جاتے ہیں۔ تو کفن پہنایا ہوا ہے، تو لوگوں نے دیکھا کہ ابھی تو یہاں کفن ایک جیسا ہموار تھا، یہ کیوں کچھ ابھرا ہوا سا معلوم ہوتا ہے؟

کہا کہ جنازہ ذرا نیچے رکھو۔ دیکھا کہ یہ جو جنازہ میں پڑھتے ہیں اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد

ان لا الہ الا اللہ پڑھا، تو جس طرح التحیات میں اٹھاتے تھے اشہد ان لا الہ الا اللہ، تو انگلی اٹھ گئی ان کی وہیں جنازہ میں۔ سب نے کہا کہ ڈاکٹر کو بلاؤ اور نبض دیکھو۔

اب نبض دیکھتے ہیں تو نبض غائب ہے، زندگی کے کوئی آثار نہیں۔ مگر جو انگلی تھی، وہ اٹھی ہوئی ہے۔ پھر انہوں نے اعضاء جس طرح ہاتھ پیر سیدھے کرتے ہیں اور اس کو اس طرح ہاتھ پھیر کر اس کو موڑنا چاہا، مڑ نہیں سکتی انگلی، بس اٹھی ہوئی ہے۔ اسی طرح ان کو دفن کیا۔ تو یہ اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ بس، مجھے ایک ہی چیز کی تمنا ہے کہ مجھے کاش موت سے پہلے آگاہی اور اطلاع ہو جائے تاکہ میں تیار ہو کر جاؤں۔

ہمارے شیخ نور اللہ مرقدہ کے یہاں حاضری کے لئے میں جب بھی لکھتا تھا، بولٹن میں تھا اس وقت بھی، یہاں دارالعلوم سے بھی، کہ رجب شعبان میں حضرت کو اطلاع کے لئے کہ ان شاء اللہ میں حاضری کا ارادہ کر رہا ہوں، دعا فرمائیں، تو حضرت ہمیشہ منع فرماتے کہ وہاں تمہارا رہنا ضروری ہے۔ یہاں دارالعلوم کے ابتدائی حالات تھے اور بہت ساری ضروریات وابستہ تھیں، تو حضرت منع فرماتے کہ نہیں، مت آؤ۔

تم ضدی ہو

ایک دفعہ لطیفہ ہوا کہ میں نے حضرت کو لکھا رمضان سے کافی پہلے، دو تین مہینہ پہلے کہ اس دفعہ ان شاء اللہ فلاں ہفتہ میں حاضری کا ارادہ ہے۔ تو حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تم میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیاں رکھی ہیں، لیکن اس پر نظر نہ لگے اس کے لئے ایک چیز اس کے برخلاف بھی تم میں رکھ دی ہے، ان خوبیوں کی ضد۔ وہ یہ کہ تم ضدّی ہو۔ ہر دفعہ میں منع کرتا ہوں مگر تم ہو کہ۔ پھر آگے حضرت نے وجوہات لکھی کہ تمہارا وہاں رہنا کیوں ضروری ہے۔

میں نے اس کے جواب میں حضرت کو لکھا، اس وقت تک میں ابھی ساؤتھ افریقہ گیا نہیں تھا، کوئی ۷۶/۷۷ء کی بات ہوگی، وہاں پہلی دفعہ میں ۷۸ء میں ماں کے پاس گیا ہوں، تو میں نے

حضرت کو لکھا کہ ہماری والدہ محترمہ اتنے برس سے افریقہ میں ہیں اور میں نے ہمارے بھائی بہنوں میں سے کسی کو اب تک دیکھا بھی نہیں، وہ بڑے ہو گئے، جوان ہو گئے، ان کی شادیاں ہو گئیں، اور وہاں جانے کے بجائے میں حضرت کی خدمت میں حاضری کے لئے ہر سال لکھتا ہوں، تو حضرت منع فرماتے ہیں۔

میں نے بچوں کی طرح سے ایک لمبا شکوہ کیا۔ تو جب میں، اس خط کے بعد اس کا جواب آنے سے پہلے، وہاں سہارنپور پہنچ گیا، تو اب تک میرے سامنے وہ منظر ہے کہ جہاں دسترخوان پر حضرت تشریف فرما ہوتے تھے، جب ہم پہنچے، تو حضرت دسترخوان پر تشریف فرما ہیں، دیکھتے ہی فرمایا، آ جا! معانقہ کیا۔ حضرت رونے لگے۔ اس کے بعد فرمانے لگے کہ تیرا خط آیا، وہ تو میں نے عصر کے بعد کی مجلس میں بھی سنایا، جو اساتذہ، علماء، طلبہ، عوام کے لئے عصر کے بعد کی مجلس، چائے کی مجلس ہوتی تھی، اس میں بھی سنایا اور فرمایا کہ اندر بھی سنایا، باہر بھی سنایا۔ اندر یعنی مستورات میں بھی بھیجا کہ دیکھو یوسف کیا لکھتا ہے۔ تو یہ ہمیشہ حضرت کا معمول رہا کہ میں حاضری کی اجازت مانگتا، منع فرماتے۔

یوسف کب آئے گا؟

لیکن اس کے برعکس میں نے ایک دفعہ ۸۲ھ میں جمادی الاولی کے پہلے ہفتہ میں، مدینہ طیبہ حضرت کے خادم اور معالج ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب میمنی کو حضرت کی خیریت پوچھنے کے لئے فون کیا کہ حضرت کی طبیعت کیسی ہے؟ یہاں سے جب دوسرے سفر کے بعد حضرت تشریف لے گئے تھے، تو اس کے چند ماہ کے بعد کا، ہندوستان سے حضرت کی واپسی کے بعد کا قصہ ہے۔ ڈاکٹر اسماعیل صاحب کہنے لگے کہ حضرت کی طبیعت تو اچھی ہے، مگر کل ہی حضرت آپ کا تذکرہ فرما رہے تھے اور پوچھتے تھے کہ یوسف کب آئے گا؟

میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ اتنے برسوں میں کبھی حضرت نے مجھ سے یہ نہیں فرمایا کہ

تم کب آؤ گے؟ ہمیشہ میں لکھتا تھا۔ سال میں ایک دو دفعہ حاضری ہوتی تھی، تو میں لکھتا تھا اور حضرت منع فرماتے تھے کہ تم پر قرض ہے، تمہاری ضروریات ہیں، اپنی ذاتی، گھریلو، مدرسہ کی، تمہیں نہیں آنا چاہئے۔ مگر ابھی تو رمضان میں تو کئی مہینے باقی ہیں اور حضرت فرمارہے ہیں کہ یوسف کب آئے گا؟ حضرت کو میری طرف سے عرض کردیں کہ میں ایک دو ہفتہ میں ویزا اور ٹکٹ کا انتظام کر کے ان شاء اللہ میں حاضر ہوتا ہوں۔

جمادی الاولیٰ میں میں نے فون کیا۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ یوسف کب آتا ہے؟ پھر چند روز میں اللہ نے حاضری مقدر فرمادی۔ اب جمادی الثانیہ، رجب اور یکم شعبان کو حضرت کا وصال ہوا ہے۔ پورے ڈھائی مہینے پہلے میں وہاں پہنچا، تو اس وقت تو حضرت ٹھیک ٹھاک تھے۔ اس کے بعد پھر سارے احوال انتقال تک کے میں نے حضرت شیخ اور خلفاء کرام میں لکھے بھی ہیں۔ تو یہ ان حضرات کو پہلے سے آگاہی ہوجاتی ہے، اطلاع ہوجاتی ہے۔ پورا ٹائم ٹیبل ان کو معلوم ہوتا ہے۔

میری نماز قضاء نہ ہو

حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کی آنکھ کا جب ایک آپریشن ہوا تھا علی گڑھ میں، ڈاکٹر شُکلا، وہاں کے علی گڑھ کے بہت بڑے سرجن تھے، انہوں نے کیا تھا، تو حضرت نے ان سے فرمایا تھا کہ ڈاکٹر صاحب، ایک بات ہے کہ اگر میری کوئی نماز قضاء ہو تو میں آپریشن نہیں کرواؤں گا۔ مجھے آپریشن کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، کوئی آپ کی نماز قضاء نہیں ہوگی اور اس وقت تو حضرت سجدہ کرسکتے تھے، تو فرمایا کہ آپ سجدہ بھی کرسکیں گے اور نماز بھی وقت پر ادا کرسکیں گے۔

مجھے کوئی مخدِّر دوا نہ دی جائے

اور حضرت نے فرمایا کہ دوسری بات یہ کہ میں نے کبھی بھی زندگی میں کوئی مخدِّر دوا نہیں کھائی، نیندآور دوا استعمال نہیں کی۔ جس طرح ہم لوگ پینڈول لیتے ہیں، وہ بھی نیندآور ہے۔ حضرت

نے فرمایا کہ میں نے زندگی بھر کبھی کوئی نیند آور گولیاں نہیں کھائی، مجھے کوئی ایسی دوا یا انجکشن نہ دیا جائے جو نیند آور ہو۔ ڈاکٹر شکلا نے کہا کہ حضرت، اس کا بھی وعدہ ہے۔ آپ کو کوئی ہم ایسی نیند آور دوا نہیں دیں گے جس سے آپ پر نیند طاری ہو۔ اس کے بعد جو آپریشن ہوا، بہت کامیاب رہا۔ حضرت بہت خوش تھے کہ الحمدللہ انہوں نے وعدہ پورا کیا۔

نماز قضاء ہونے پر حضرت کی ناراضگی

اس کے بالمقابل مدینہ طیبہ میں اسپیشل ڈاکٹر لاہور سے بلائے گئے اور ان سے بھی حضرت نے یہی پورا قصہ دہرایا، ڈاکٹر شُکلا کا، مگر انہوں نے آپریشن کے دوران پتہ نہیں کوئی ضرورت محسوس کی ہوگی، کوئی انجکشن لگا دیا۔ اس لئے جب حضرت کے آپریشن کے بعد ظہر کی نماز، پھر عصر کی نماز، عصر کی نماز کے وقت ہم حضرت کے پاس گئے، کھنکھارنا شروع کیا، ذرا سا حضرت پر ہاتھ پھیرا، تو حضرت کو کچھ پتہ نہیں۔ پھر ذرا آہستہ آواز سے ''نماز'' بھی کہا، مگر حضرت کو کوئی پتہ نہیں۔ حضرت کی ایک دو نماز بھی قضاء ہوگئیں۔

جب حضرت بیدار ہوئے اور حضرت کو ہم نے بتایا کہ اس طرح نماز قضاء ہوگئی، تو حضرت نے فرمایا ان کو بلاؤ ڈاکٹر کو۔ حضرت بہت ناراض ہوئے، حضرت رو رہے تھے، اور رونے سے اور آنکھ کا ابھی آپریشن ہوا ہے، اور حضرت نے فرمایا کہ وہ ایک ہندو ڈاکٹر، اس نے تو میری باتوں کا لحاظ کیا اور تم سے نہیں ہوسکتا تھا۔ تو کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ ہم نے تو تمہیں آپریشن کے لئے نہیں بلایا تھا۔

وہاں سے بلاوے کے منتظر

یہ اب ہم لوگ تو ذرا سا سر درد ہوا، فوراً کھا لیتے ہیں، سو جاتے ہیں۔ ایک اچھی نیند آگئی، سر درد چلا گیا۔ مگر یہ مشایخ تیار رہتے ہیں ہر وقت کہ جب وہ عالم منکشف ہو اور وہاں سے بلاوا آئے، وہاں والے لینے کے لئے آئیں، تو میں پورے نشاط کے ساتھ ان کے ساتھ جاؤں،

پورے ہوش حواس میرے مکمل طور پر ٹھیک ہوں۔

اس لئے حضرت فرماتے تھے کہ میں نے زندگی بھر کوئی نیند آور دوا کبھی نہیں کھائی۔ حضرت بھی ہماری طرح سے تھے، کبھی درد بھی ہوتا ہوگا، ٹانگوں میں ہوتا ہوگا، سردرد ہوتا ہوگا، بخار آتا تھا، نزلہ ہوتا تھا، تمام عوارض تھے، مگر کبھی مخدّر دوا کا استعمال نہیں فرمایا۔

اسی طرح یہاں ان کو اطلاع ہوگئی پہلے سے شیخ محمد بن عارف کو۔ تو بلایا شیخ عبدالقدوس اور اپنے بیٹے کو کہ ان کو لے کر آؤ اور ان کو وصیتیں فرمائی اور اس کے بعد ان سے فرمایا کہ بھئی دیکھو، میرا انتقال ہو جائے تو یہ میری نصیحتیں ہیں اور یہ وصیت ہے۔ اور میرے بعد، اپنے بیٹے کے متعلق شیخ عبدالقدوس صاحب کو تاکید فرمائی کہ ان کی تربیت کا خیال رکھنا۔

اللہ تعالیٰ ہمارا آخری وقت اور خاتمہ بھی بالخیر فرمائے اور حسن خاتمہ کی دولت سے ہمیں سرفراز کرے، ورنہ یہ بڑی کٹھن گھڑی ہوتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ شَفِیْعِنَا وَ حَبِیْبِنَا وَ سَنَدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ، سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.